مالداروں کی دولت میں غریبوں کا بھی حق ہے

(از مولوی امراللہ صاحب عارف بستوی)

برادران اسلام! اسلام نے اپنے متبعین کے سامنے اگر ایک طرف فضائل اعمال کے راستوں کو واضح کر دیا ہے تو دوسری طرف اِس زبردست امتیاز کو بھی مٹانے کی کوشش کی ہے جو ہمیشہ سے سرمایہ دار اور غربا کے مابین جنگ کی صورت میں نمایاں ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج غیر اسلامی سرمایہ دارانہ نظام نے جو جہنم برپا کر رکھا ہے اس سے ساری دنیا پریشان ہو رہی ہے سرمایہ داری کے جھگڑوں میں ایک طاقتور گروہ کمزور گروہ کے ہڑپ کرنے میں لگا ہے اور اگر یہ کہا جائے تو غالباً بلکہ یقیناً بیجا نہ ہوگا کہ آج دنیا کے ہر گوشہ میں تباہی کا جو کہرام مچا ہوا ہے وہ اسی غلط نظریہ کا نتیجہ ہے کہ خدا کی دی ہوئی نعمت سے صرف مخصوص طبقہ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے اس نازک دور میں صرف اسلام ہی کے آغوش میں ساری دنیا کی فلاح پوشیدہ ہے کیونکہ اسلام ہی نے اپنی عالمگیر تعلیم سے دنیا کو یہ پیغام پہنچایا کہ "مالداروں کی دولت میں غریبوں کا بھی حق ہے" اور سخاوت کا باب کھولکر مالداروں کے سامنے اس مشکل کو حل کر دیا کہ کس طرح مالداروں کے مال سے غریبوں کی پرورش ہوسکتی ہے قرآن نے مختلف مقاموں میں اس پر زور دیا ہے ارشاد ربانی ہے۔ آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ (حدید ع ۱ پ ۲۷) "ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو ان چیزوں میں سے جن پر تم کو خلیفہ بنایا وہ لوگ جو کہ ایمان لائے خدا اور اس کے رسول پر اور فی سبیل اللہ خرچ بھی کیا ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے"

یہی وہ لوگ ہیں جن پر خداوند کریم کی مہربانیاں نازل ہوتی ہیں اور رحمتوں کے بادل ان پر ہمیشہ برسا کرتے ہیں۔ تمثیلاً ایک سچا واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو قرآن مجید کے انتیسویں پارہ سورہ قلم میں اجمالاً مذکور ہے لیکن مفسرین کے بیان کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی زمانے میں ملک یمن میں شہر صنعاء سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں کے اندر ایک نہایت سخی اور خدا پرست تھا وہ جس طرح سخاوت میں یکتائے زمانہ تھا اسی طرح خدائے تعالیٰ نے بھی اُسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر رکھا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے فرزند بھی عطا فرمائے تھے اس کا یہ معمول تھا کہ جب باغ کے پھل پک کر تیار ہو جاتے تو آدھا خود لے لیتا اور آدھا اسی جگہ فقراء اور غرباء کو تقسیم کر دیتا نتیجہ بھی یہی رہا کہ اس کے باغ اور کھیتیوں کی پیداوار ہمیشہ امید افزا رہتی تھیں ایک دن وہ بھی آیا جبکہ

اجل اُس نیک آدمی کو اپنا شکار بنانا چاہتی تھی مرتے وقت اس نے اپنے پسماندگان فرزندوں کو اس بات کی وصیت کی کہ کبھی سخاوت سے منہ نہ موڑنا اور کسی غریب حاجتمند کو اپنے دروازہ سے نہ ہٹانا اتنا کہکر داعی اجل کو لبیک کہتا ہوا ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سو گیا۔ باپ کی وفات کے بعد لڑکوں کی حالت بدل گئی۔ کہنے لگے کہ ساری مصیبت تو ہم برداشت کرتے ہیں یہاں تک کہ باغ کی خدمت اور کھیتی کرنے میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں تو بھلا فقرار کا حق اس میں کیونکر ہونے لگا اور یہ ارادہ کر لیا کہ آج رات کو چلیں اور اس طرح رات ہی رات میں باغ کے پھل توڑ کر لے آئیں کہ غربا اور فقرار کو آنیکا موقع ہی نہ مل سکے جس وقت ان لوگوں نے یہ برا خیال پیدا کیا اسی وقت اللہ رب العزت نے فرشتوں کے ایک گروہ کو بھیجا ان لوگوں نے آکر تمام باغ کو جلا کر راکھ کر دیا جب یہ لوگ باغ میں پہنچے تو کوئی کہتا ہے کہ ہم راستہ بھول گئے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ ہمارا باغ نہیں ہے مگر جب واقعی انہیں معلوم ہوا کہ ان کا باغ یہی ہے تو سب کے سب انگشت بدنداں ہوئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ پھر صدق دل سے بارگاہ خداوندی میں دعا کی اور توبہ کیا اور ہمیشہ کے لئے فقیروں محتاجوں کے ساتھ سلوک کرنے کا عہد کیا جس کی وجہ سے پھر پہلے کی طرح ان کی کھیتیاں اور باغ لہلہانے لگے۔ اس واقعہ کے بیان کرنیکا مقصد تو آپ کو معلوم ہی ہو گیا ہوگا اور یہیں سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ اپنے مال میں سے غریبوں کا حق ادا کر دینے میں کتنی برکت اور بخل کرنے میں کتنا نقصان ہے۔ اور قدرت خداوندی کس طرح ان لوگوں سے انتقام لیتی ہے جو خدا کی دی ہوئی دولت سے غربار کا حق ادا نہیں کرتے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے راہ خدا میں خرچ کرنے کا پرزور لفظوں میں حکم دیا ہے ارشاد باری ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ ع ۳۷) اے ایمان والو! خرچ کرتے رہو اپنی حلال کمائی سے اور ان چیزوں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے۔ یعنی تجارت اور زراعت کے ذریعہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس میں سے فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہو۔

اس آیت شریفہ سے واضح ہو گیا کہ ہمیں ہر حال میں خرچ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمائی میں غریبوں کا حق ثابت کر کے ہمیں مکلف بنا دیا ہے کہ ہم انفاق فی سبیل اللہ میں کوتاہی نہ کریں۔ اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا معائنہ فرمائیں تو آپ کو یہ ماننا پڑے گا کہ ہمارے نبی کسقدر سخی تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا اتفاق کی بات اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے فلاں شخص سے قرض لیلو میں اس کو ادا کر دوں گا۔ آپ نے کسی سائل کو اپنے در سے محروم نہ جانے دیا اگر سائل آجاتا اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ اس طرح معافی مانگتے کہ گویا کوئی خطاوار معافی مانگتا ہے اور یہ سخاوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تک محدود نہیں بلکہ آپ ہی کی تعلیم کا اثر تھا کہ صحابہ کرام کو بھی کبھی دنیاداری کی